آفات لسان اور ان سے بچنے کی تدبیریں
مولانا عبدالمبین نعمانی

مولانا عبد المبین نعمانی

آفات لسان اور ان سے بچنے کی تدبیریں

زبان اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، بندہ جس کا کما حقہ شکر نہیں ادا کرسکتا ،زبان ہی آدمی کو سربلند کرتی ہے اور وہی سبب ذلّت بھی بنتی ہے حتّی کہ زبان ہی سے آدمی جنّت کا مستحق بنتا ہے اور زبان ہی سے دوزخ کا بھی مستحق بن جاتا ہے- اس لیے زبان کی بڑی اہمیت ہے اور ہر اہم چیز کی حفاظت کرنی پڑتی ہے ورنہ وہ اپنی اہمیت وعظمت کو کھو بیٹھتی ہے، زبان بھی ایسی ہی چیز ہے جس کی حفاظت اور اس کا صحیح استعمال نہایت ضروری ہے- اسی لیے قرآن پاک اور احادیث رسول میں زبان کی حفاظت اور اس کے صحیح استعمال کی بڑی تاکیدیں آئی ہیں ،صحابہ کرام اور صوفیہ عظام نے بھی حفظ لسان کو خوب خوب اہمیت دی ہے اور کسب حلال وصدق مقال کو تزکیہ نفوس کے لیے لازم قرار دیا ہے-

نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج کے دور میں زبان کی قدر و قیمت گھٹتی جا رہی ہے اور اس کے صحیح استعمال سے غفلت بالکل عام ہے بلکہ بہت سے لوگ تو زبان کے غلط استعمال کو قابل فخر گردانتے ہیں- عوام الناس میں ، دنیاوی کچہریوں میں ،اور دنیا دار حکام کے درباروں میں تو جھوٹ اور زبان کی دوسری برائیاں عام ہیں- زیادہ قابل افسوس بات یہ ہے کہ اب اہل علم، دین کے ذمہ دار حضرات اور بیشتر ارباب خانقاہ بھی اس سلسلے میں بے توجہی کا شکار ہیں، جس کی وجہ سے عوام کی نصیحت ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ،اور اصلاح وتزکیہ کا عمل بے اثر ہوتا جا رہا ہے، اولاً تو اصلاح ودعوت کا کام ہی بہت کم ہوتا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے وہ قرآنی ارشاد (**یا ایھا الذین امنو ا لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولو ا مالا تفعلون-** (الصّف-۶۱/ ۲-۳) اے ایمان والو، کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے -کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو، (کنزالایمان) کو پیش نظر رکھ کر نہیں ہوتا ،اس آیت کریمہ میں بھی

زبان کوعمل کا پابند بنایا گیا ہے اور یہ کہ خالی زبانی جمع خرچ کی اہمیت نہیں، زبان کی آفات بے شمار ہیں اور سب سے بچنے کی تاکید آئی ہے-ذیل میں ان کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے تاکہ اہل ایمان اپنا اپنا جائزہ لیں اور اس نعمت عظیمہ کی قدر کریں-

گناہ کی باتوں سے بچنا: زبان کو بات چیت، بیان واحکام میں ہمیشہ گناہوں کی باتوں سے بچانا ضروری ہے-مثلاً غلط مسئلہ بتادینا-حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے دینا، کسی کو تکلیف پہنچانا-قرآن پاک کا ارشاد ہے:

ولا تقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلٰل وهذا حرام لتفتروا علی الله الكذب انّ الذين يفترون علی اللّٰہ الكذب لا يفلحون (النحل:١٦/١١٦)

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو-بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا-(کنزالایمان)

آج جو لوگ حلال چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں مثلاً بزرگان دین کے اعراس (جب کہ شرعی حدود میں ہوں) فاتحہ کی شیرنی اور ایصال ثواب کے مختلف طریقے، قرآن خوانی وغیرہ، ذکر میلاد شریف کی محافل کو جو لوگ ناجائز و بدعت وحرام قرار دیتے ہیں-ان کو اس آیت کے پیش نظر اپنا حکم معلوم کر لینا چاہئے کیوں کہ قرآن پاک اور حدیث پاک میں کہیں بھی ان چیزوں کو حرام نہیں قرار دیا گیا ہے تو اب لوگوں کو یہ حق کہاں سے مل گیا کہ اللہ پر افترا کر کے حلال چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں، یوں ہی آج بہت سے لوگ حرام چیزوں کو حلال قرار دے کر بھی بہت بڑا گناہ کرتے ہیں اور اللہ پر افترا باندھتے ہیں مثلاً ،سود، رشوت، شراب، جوا، ناجائز کھیل تماشے، بغیر ضرورت شرعیہ کے فوٹو بازی وتصویر کشی وغیرہ کہ آج ان سب کا بازار خوب گرم ہے اور گرفت کرنے پر طرح طرح کے حیلے بہانے تراشے جاتے ہیں، ایسے لوگ بھی مذکورہ آیت میں داخل ہیں-

سنی سنائی بات: بعض لوگ تو سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے جو سمجھ میں آتا ہے کہہ ڈالتے ہیں، اس کے انجام پر نظر نہیں رکھتے ،جیسا کہ واقعہ افک میں بعض حضرات سے ہوا، اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن پاک ارشاد وتنبیہ فرماتا ہے: **اذتلقونه بالسنتكم وتقولون بافواهكم ما ليس لكم به علم وتحسبونه هيّناً وهو عند اللّٰہ عظيم-(النور:٢٤/١٥)**

جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ

نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے سہل (ہلکا) سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے (یعنی بڑا گناہ ہے)۔ (کنزالایمان)

اس سے معلوم ہوا کہ محض سنی سنائی باتوں پر کان دھرنا اور ان کو یقین کے سانچے میں ڈھال کر کوئی کاروائی کرنا کسی طرح جائز نہیں اور یہ کہ ایسا کرنے والے اسے کوئی ہلکا جرم نہ سمجھیں بلکہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔ اسی لیے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا:

كفىٰ بالمرء كذبا ان يحدّث بكلّ ما سمع۔ عن ابي هريرة رضي الله عنه،

(الجامع الصغیر ص ۸۹ ۳۔ للسیوطی)

آدمی کو جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔

یعنی کوئی بات بیان کرنے کے لیے صرف سننا کافی نہیں، اس کی حقیقت سے واقفیت ضروری ہے، اور بیان کرنے کی بھی کوئی حاجت ہو، ورنہ بلا حاجت کسی بات کو پھیلانا ایک عبث کام ہے جس سے بچنا چاہیے۔ بات وہ پہنچائی جائے کہ سچ ہو اور اس کی کچھ حاجت بھی ہو۔

زبان اور دل میں ہم آہنگی: زبان اور دل کے اندر ہم آہنگی ضروری ہے، دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ، تو اس کی کوئی قیمت نہیں بلکہ یہ منافقت ہے، عام لوگوں کو تو اس سے دھوکہ دیا جا سکتا ہے لیکن خدا و رسول کے نزدیک ایسے لوگوں کی کوئی قیمت نہیں اور نہ ان کی باتوں کا کچھ اعتبار ہے، بلکہ ان کے لیے وعید آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يقولون بالسنتهم ما ليس في قلوبهم قل فمن يملك لكم من الله شيئاً ان اراد بكم ضرّا او اراد بكم نفعاً بل كان الله بما تعملون خبيرا۔ (الفتح ۴۸:۱۱)

اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں، فرماؤ! تو اللہ کے سامنے کیسے تمہارا کچھ اختیار ہے اگر وہ تمہارا برا چاہے یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے بلکہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (کنزالایمان)

یعنی اللہ اگر تمہارے گناہوں کی سزا دینا چاہے تو کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا اور نہ اگر وہ اہل ایمان و عمل کو اپنی رحمتوں سے نہال کرنا چاہے تو کوئی روک سکتا ہے، اور اسے جب تمہارے ہر عمل کی خبر بھی ہے تو پھر جھوٹ بولنے یا غلط عذر خواہی سے تمہیں کیا ملنے والا ہے۔ لہٰذا آدمی کو چاہئے سچائی کا دامن تھامے رہے اور ہر سود و زیاں سے بے پرواہ ہو کر صدق و صداقت کو اپنا شیوہ بنائے

اس میں اس کی بھلائی ہے دنیا کی بھی اور آخرت کی بھی اور زبانوں کا غلط استعمال کرنے والے یہ سمجھیں کہ دنیا کی طرح آخرت میں بھی جھوٹ بول کر چھوٹ جائیں گے، ایسے لوگ سن لیں رب عزوجل کا کیا ارشاد ہے:

یوم تشهد علیهم السنتهم و ایدیهم و ارجلهم بما کانو یعملون-

(النور: ۲۴/۲۴)

جس دن (یعنی قیامت کے دن) ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے- (کنزالایمان)

جو لوگ غلط بیانی کے عادی ہیں اور اپنی چرب زبانی سے غلط باتوں کی تاویلیں کر کے نکل جاتے ہیں ذرا وہ اس دن کو بھی یاد کریں جب ان کی زبانیں ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے اور وہ انکار کرنے کی جرأت نہ کر سکیں گے، مفسرین فرماتے ہیں پہلے زبان بولنے والے کے خلاف گواہی دے گی، پھر اس پر مہر کر دی جائے گی اور ہاتھ پاؤں بولیں گے اور جو غلط کام ان سے کیا گیا تھا اس کی گواہی دیں گے، اتنی صاف صریح آیات کے بعد بھی اگر ہم نے اپنی زبان کی حفاظت نہیں کی تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ہم خود اپنی ہلاکت کا گڈھا کھود رہے ہیں اور شوق سے جہنم میں جانے کے لیے تیار ہیں، اور اس کے جان کاہ عذاب کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے، حالاں کہ دنیا میں ذرا سی مشکلات کا سامنا ہونے پر بلبلا اٹھتے ہیں اور برداشت کی ساری صلاحتیں کھو بیٹھتے ہیں-

اب آیئے ذرا احادیث کریمہ کی سیر کرتے چلیں اور دیکھیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے زبان کی حفاظت کی کس طرح تاکیدیں فرمائی ہیں-

زبان کی حفاظت: حضرت سہیل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من یضمن لي ما بین لحییه و ما بین رجلیه اضمن له الجنّة- (رواه البخاری)

جو شخص مجھے اس چیز کی ضمانت دے دے جو اس دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (مشکوٰۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۱)

دونوں جبڑوں کے درمیان سے مراد منہ اور زبان ہے کہ ان کو حرام بات اور حرام غذا سے

بچانا جنت کی ضمانت ہے، اوردونوں پاؤں کے درمیان سے مراد شرم گاہ ہے کہ اس کو بھی برائیوں سے بچانا جنت میں جانے کا سبب ہے اور ان سب کو آزاد چھوڑ دینا جہنم میں جانے کا سبب ہے -زبان ہی سبب ہلاکت اور زبان ہی سے نجات ملتی ہے-

عقبہ ابن عامر روایت کرتے ہیں کہ میں نے سرکار ﷺ سے عرض کیا نجات کیا ہے یعنی نجات کیسے ملتی ہے: فرمایا-زبان کو حفاظت میں رکھو، اور اپنے گھر کو کافی سمجھو یعنی گھر میں بیٹھ رہو، اور اپنے گناہوں پر آنسو بہاؤ-(مشکوٰۃ ص ۴۱۳)

زبان کی خوبیوں اور خامیوں کے تعلق سے ایک اور ایمان افروز حدیث ملاحظہ کریں اور اپنے اعمال کا محاسبہ بھی کرتے چلیں-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بندہ رضائے الٰہی کا کوئی کلمہ بول دیتا ہے جس کا اسے احساس بھی نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے درجات بلند فرمادیتا ہے-اور بے شک بندہ کوئی ایسا کلمہ بول دیتا ہے جس میں اللہ کی ناراضی ہوتی ہے اور رب کی اس کو کچھ پرواہ نہیں ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے وہ جہنم میں گر جاتا ہے- اور دوسری مسلم شریف میں ہے کہ اس آگ میں گر جاتا ہے جس کا فاصلہ مشرق ومغرب کے درمیان فاصلے کے برابر ہے-(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ: ص ۴۱۱)

اس حدیث پاک سے پتا چلا کہ زبان بڑی مفید بھی ہے اور مضر بھی، کبھی اچھی بات جو بہت معمولی ہوتی ہے لیکن رضائے الٰہی کے لیے بولی جاتی ہے تو جنت میں لے جاتی ہے اور درجات بلند ہوتے ہیں اور کبھی بے خیالی میں کوئی بری بات زبان سے نکل جاتی ہے تو وہ باعث جہنم ہو جاتی ہے اس لیے زبان کو بہت سنبھال کر رکھنا چاہیے اور کچھ بولنے سے پہلے خوب سوچ سمجھ لینا چاہیے تا کہ بے خیالی میں کوئی ایسا کلمہ نہ صادر ہو جائے جو ہلاکت کا سبب ہو جائے-

کسی پر کفر یا فسق کا حکم لگانا: زبان کی آفتوں میں ایک آفت یہ ہے کہ بندہ کبھی اپنے علاوہ کسی دوسرے کو کفر وفسق سے متصف کرتا ہے اور وہ ویسا ہوتا نہیں تو پھر یہ حکم قائل پر ہی لوٹ جاتا ہے یعنی یہ کہنے اور حکم لگانے والے ہی پر لوٹ جاتا ہے، فاسق کہا تو فاسق ہو گیا کافر کہا تو کافر ہو گیا، کیوں کہ اس میں عدالت کو فسق اور ایمان کو کفر سے تعبیر کرنا پایا جاتا ہے- جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ایمار جل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما۔ (متفق علیہ)

جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو وہ کفران دونوں میں سے ایک پر لوٹے گا۔ (مشکوٰۃ:۴۱۱)

یعنی اگر واقعی جس کو کہا وہ کافر ہے تو وہ اس کے مصداق ہی ہے اور اگر جس کو کہا وہ کافر نہیں ہے یا اس پر کفر ثابت نہیں ہو سکا ہے یہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔

بخاری کی دوسری روایت حضرت ابوذر سے بھی ہے جس میں کفر کے ساتھ فسق کا بھی تذکرہ ہے، یعنی فاسق کہا اور جس کو کہا وہ فاسق نہیں تو یہ حکم خود کہنے والے پر لوٹ جائے گا، اور ایک متفق علیہ روایت میں کفر کے ساتھ عدّ واللہ کہنے کا بھی ذکر ہے، یعنی جس نے کسی کو عدّ واللہ کہا اور وہ ایسا نہیں ہے تو یہ حکم قائل پر لوٹ جائے گا۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بلا دلیل کسی کو کافر یا فاسق یا عدوّاللہ (اللہ کا دشمن) کہتے ہیں وہ شریعت کے نظر میں بڑا جرم کرتے ہیں بلکہ وہ خود ان خطابات کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

جو لوگ اس سلسلے میں بے احتیاطی کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں ان کو سبق لینا اور اس سنگین صورت حال کا احساس کرنا چاہیے، آدمی اگر بظاہر مسلمان ہے تو اصل اس کا مسلمان ہونا ہے جب تک کہ صریح کفر سرزد نہ ہو، اس کو کافر نہیں کہہ سکتے، یا کفر تو صریح ہے لیکن قائل کی طرف اس کا انتساب قطعی نہیں تو اس صورت میں بھی کافر کہنا صحیح نہیں۔

یوں ہی بعض لوگ اپنی زبان کو بے لگام چھوڑ دیتے ہیں پھر جس کو چاہا فاسق کہہ دیا جس پر چاہا لعنت کر دی جس کو چاہا سور کہہ دیا اور حرامی و بے ایمان کہنا تو بالکل عام سی بات ہوگئی ہے جب کہ دونوں کا معنی بہت ہی سخت ہے، ہاں جب کسی کا فسق و فجور متحقق ہو جائے اور اس کو ظاہر کرنے کی کوئی حاجت ہو تو ظاہر کر سکتے ہیں بلکہ ضروری ہے اور کوئی حاجت وضرورت نہ ہو تو ایک فضول کام ہے اور کبھی یہ چیز غیبت میں بھی تبدیل ہو جاتی ہے لہٰذا اپچنا ہی بہتر ہے۔

گالی دینا: زبان کی آفات میں ایک یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان دوسرے کسی مسلمان مرد یا عورت کو گالی سے یاد کرے، یہ فسق ہے اور گناہ، حدیث پاک میں آیا رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر۔ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (متفق علیہ

(

مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (یعنی اسے حلال جان کے)
(مشکوٰۃ:ص ۴۱۱،حفظ اللسان)

دوسری روایت مسلم کی ہے حضرت انس اور ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ **المستابان ماقالا فعلی البادی مالم یعتد المظلوم**۔ (رواہ المسلم)

آپس میں دو گالی دینے والے جو کچھ کہتے ہیں اس کا وبال ابتدا کرنے والے پر ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مشکوٰۃ،ص:۴۱۱)

ان روایات سے گالی گلوج کی مذمت خوب واضح ہے، گالی ہی کی طرح فحش گوئی بھی شرعاً ممنوع ہے، اور گالی خود بھی فحش میں شامل و داخل ہے ،اس لیے اس سلسلے میں روایات ملاحظہ کرتے ہیں:

فحش گوئی: زبان کو گندے کلمات سے آلودہ کرنا فحش ہے، اگر یہ بدکلامی کسی کی طرف منسوب کر کے یا کسی کو مخاطب کر کے ہو تو اس کو گالی کہتے ہیں ،جس کا ذکر اوپر ہو چکا ، گویا فحش عام ہے اور گالی خاص ہے۔فحش بکنے کی بھی اسلام میں بڑی مذمت آئی ہے، کیوں کہ بدکلامی بد باطنی کی علامت ہے ،جس کا باطن صاف اور پاک ہوگا اس کی زبان پر فحش آہی نہیں سکتا ،لہٰذا جو لوگ گالی اور فحش کلامی کے عادی ہوں ان کو چاہیے کہ توبہ کریں اور ذیل کی احادیث کا مطالعہ کریں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا سے مروی ایک حدیث میں ہے:

ان شر الناس عنداللّٰہ منزلة یوم القیامة من ترکه الناس اتقاء شرہ ،و فی روایة اتقاء فحشه (متفق علیه)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین درجہ پانے والا قیامت کے دن وہ ہوگا جس کے شر سے بچنے کے لیے لوگ اس سے بھاگ جائیں، اور ایک روایت میں ہے کہ لوگ اس کی بدگوئی سے بچنے کے لیے بھاگ جائیں۔ (مشکوٰۃ،ص: ۲۱۲،حفظ اللسان)

فحش نثر میں ہو یا نظم اور گیت میں ہر طرح برا ہے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ فحش گوئی کی مذمت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الجنة حرام علی کل فاحش ان یدخلھا۔

جنت میں داخلہ ہر فحش بکنے والے پر حرام ہے۔

(اس حدیث پاک کو ابن ابی الدنیا نے **فضل الصمت** میں نقل فرمایا اور ابونعیم نے **حلیة الاولیاء** میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

یوں ہی بے ضرورت وحاجت شرعیہ لوگوں سے فحش کلامی بھی نا جائز وخلاف حیا ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار۔

حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور فحش بکنا بے ادبی ہے اور بے ادبی دوزخ میں ہے۔

اس کو امام ترمذی وحاکم نے روایت کیا اور بیہقی نے **شعب الایمان** میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔ اور فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

الحیاء والعی شعبتان من الایمان والبذاء والبیان شعبتان من النفاق۔

شرم اور کم سخنی ایمان کی دوشاخیں ہیں اور فحش بکنا اور زبان کا طرار ہونا نفاق کے دوشعبے ہیں۔

اس کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا اور امام ترمذی نے اس کو حسن بتایا اور حاکم نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا اور اس کو صحیح بتایا۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: **ما کان الفحش فی شئی قط الا شانہ وما کان الحیاء فی شئی قط الا زانہ۔**

فحش جب کسی چیز میں داخل ہوگا اسے عیب دار کردے گا۔ اور حیا جب جب کسی چیز میں شامل ہوگی اس کا سنگار کردے گی۔

اس کو امام احمد اور امام بخاری نے **ادب المفرد** میں روایت کیا اور ترمذی وابن ماجہ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔ اس کی تخریج امام طبرانی نے کی ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ سے سند حسن کے ساتھ۔

حضرت یحییٰ بن خالد نے کہا:

اذا رأیت الرجل بذی اللسان وقاحا دل علی انہ مدخول فی نسبہ۔

جب تو کسی کو دیکھے کہ فحش بکنے والا بے حیا ہے تو جان لے کہ اس کی اصل میں خطا ہے-
اس کو امام مناوی نے تیسیر (شرح جامع صغیر میں بیان کیا،) بچوں کو فحش سے بچانے کی تاکید کرتے ہوئے اعلی حضرت فرماتے ہیں-

بچوں کو ایسی ناپاکیوں سے نہ روکنا ان کے لیے معاذاللہ جہنم کا سامان تیار کرنا اور خود سخت گناہ میں گرفتار ہونا ہے- اللہ تعالی نے فرمایا:

یایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارًا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملئکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایؤمرون- (التحریم ۶/۶۶)

اے ایمان والو، اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں- اس پر سخت درشت خو فرشتے موکل ہیں کہ اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں فرمایا جائے وہی کرتے ہیں- اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق دے اور بری باتوں بری عادتوں سے پناہ بخشے آمین، واللہ سبحنہٗ وتعالی اعلم- (فتاوی رضویہ ج ۹/ ۱۸۲- رضا اکیڈمی ممبئی)

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حدیث نقل کرتے ہیں:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،، دوزخ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے منہ سے نجاست نکلے گی اور اس کی بدبو سے تمام دوزخی فریاد کریں گے اور دریافت کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں، ان کو بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فحش گفتاری کو پسند کرتے تھے اور فحش بکتے تھے-

شیخ ابراہیم بن مرہ نے کہا ہے کہ جو کوئی فحش بات کہے گا قیامت میں اس کا منہ کتے کا ہوگا-

امام غزالی فرماتے ہیں، جب کوئی مرض میں مبتلا ہو جائے اختناق الرحم (ہسٹریا) جذام وغیرہ- تو اس کو صرف بیماری کہے، ایسے الفاظ میں بھی ادب ملحوظ رکھے- اگر برے الفاظ استعمال کرے گا تو یہ بھی ایک قسم کی فحش گوئی ہوگی، (اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت ص ۵:۹ -۵۸ مطبوعہ ادبی دنیا، دہلی-)

کذب بیانی: جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا بہت بڑا گناہ ہے اور اس کا تعلق بھی زبان ہی سے ہے- اللہ تعالی اپنے خاص اور محبوب بندوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما- (الفرقان: ۵۲:۷۲)

اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے، اور جب بے ہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے

گزرجاتے ہیں-(کنزالایمان)

اورفرماتا ہے:

فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور-(الحج:۲۲/۳۰)

تو دور ہو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے-(کنزالایمان)

اس آیت میں یہ بات قابل غور ہے کہ جھوٹ کو بت پرستی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جس سے جھوٹ کی مزید قباحت واضح ہوجاتی ہے-

جھوٹ کی مذمت میں احادیث بہت ہیں، چند یہاں ذکر کی جاتی ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا گناہ کبیرہ میں سے زیادہ بڑے بڑے گناہوں کی خبر نہ دے دوں!؟لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں، ہم کو ضرور بتا دیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بڑے گناہوں میں سے زیادہ بڑے گناہ یہ ہیں:

- خدا کے ساتھ شرک کرنا-
- ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور انہیں ایذا دینا-

یہ فرماتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسند لگا کر بیٹھے تھے پھر اک دم اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

- "الا وقول الزور" سن لو!اور جھوٹی بات پھر اسی لفظ کو اتنی دیر تک بار بار دہراتے رہے کہ ہم لوگوں نے اپنے دل میں کہا کہ کاش حضور اس بات کے فرمانے سے خاموش ہوجاتے اور اس کے آگے کوئی دوسری بات فرماتے-(بخاری:۱/ ۳۶۲ مجلس برکات مبارک پور)

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے کہا: کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! پھر کسی نے عرض کیا کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر کسی نے کہا: مومن جھوٹا ہوتا ہے؟ سرکار نے فرمایا: نہیں!(مشکوٰۃ ص:۴۱۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم لوگ سچ بولنے کو لازم کرلو، کیوں کہ سچ نیکوکاری کا راستہ بتاتا ہے اور نیکوکاری جنت کی

طرف رہنمائی کرتی ہے-آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''صدیق'' لکھ دیا جاتا ہے-اور تم لوگ جھوٹ بولنے سے بچتے رہو کیوں کہ جھوٹ بدکاری کا راستہ بتاتا ہے اور بدکاری جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے-(مشکوٰۃ ص:۴۱۲/ترمذی ۱۹/۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے (مشکوٰۃ ص:۴۱۳،ترمذی:۱۹/۲)

تذکیر: واضح رہے کہ جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے کہ شرک کے ساتھ اس کو بیان کیا گیا، پھر حضور نے مذمت بیان کی تو اس کو بار بار دہراتے رہے-اور ایک حدیث میں گزرا کہ سرکار نے فرمایا مومن جھوٹا نہیں ہوتا،لیکن جھوٹ میں بدترین جھوٹ وہ ہے جو جھوٹی گواہی کے ساتھ بولا جائے، کہ اس کا گناہ تو بڑا ہے ہی ساتھ ہی دنیا ہی میں اس کا نقصان بہت بڑھ جاتا ہے کہ کسی کا حق مارا جاتا ہے کسی کو بلاقصور پھانسی دی جاتی ہے یا قید کیا جاتا ہے، لہٰذا ہر طرح کے جھوٹ سے بچنے کی پوری کوشش ہونی چاہیے اور جھوٹ کی نحوست کے لیے یہی کیا کم ہے کہ جھوٹ بولنے والے کے پاس سے رحمت کے فرشتے دور ہو جاتے ہیں-یہی وجہ ہے کہ آج جس قدر لوگ جھوٹ بولنے لگے ہیں اس قدر رحمت خداوندی سے دور بھی رہنے لگے ہیں، خدا عزوجل مسلمانوں کو جھوٹ کی لعنت سے دور رہنے کی توفیق دے-آمین

ہنسی میں جھوٹ: ہنسی مذاق میں بہت سے لوگ جھوٹ بولنے کو گناہ نہیں سمجھتے حالانکہ ایسا نہیں، ہنسی میں بھی جھوٹ جائز نہیں، چنانچہ حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کے لیے خرابی ہے جو بات کرتے ہوئے لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے خرابی ہے اس کے لیے خرابی ہے (مشکوٰۃ ص:۴۱۳)

غیبت: کسی کا کوئی غائبانہ عیب بیان کرنا یا پیٹھ پیچھے اس کو برا کہنا یہی غیبت ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود صحابہ کرام سے فرمایا: تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ

اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ ناپسند رکھتا ہے- صحابہ نے عرض کیا اگر وہ بات اس کے اندر ہو تو کیا اس وقت بھی اس کو کہنا غیبت ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس کے اندر وہ باتیں ہوں گی جبھی تو تم اس کی غیبت کرنے والے ہوئے اور اگر اس میں وہ باتیں نہ ہوں تو بہتان ہے- (مشکوٰۃ ص: ۴۱۲)

غیبت بھی بڑا گناہ اور سخت حرام ہے اور آفات لسان میں اس کا درجہ سب سے بڑھا ہوا ہے- اس سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے بڑے بڑے اس گڈھے سے نکل نہیں پاتے، اس لیے اس سے بچنے کا اہتمام کچھ زیادہ ہی ہونا چاہیئے، قرآن پاک میں بھی اس کی مذمت آئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یأکل لحم اخیہ میتاً فکرھتموہ واتقو اللّٰہ ان اللّٰہ تواب رحیم- (الحجرات: ۴۹/۱۲)

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے- (کنزالایمان)

غیبت کی برائی کے لیے قرآن پاک کا یہ ارشاد ایک مومن کو لرزا دینے والا ہے کہ غیبت کرنا مردار بھائی کے گوشت کھانے کے برابر ہے-

احادیث میں بھی اس کی بہت مذمت آئی ہے- احادیث میں سب سے سخت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

غیبت زنا سے سخت تر ہے- لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ غیبت زنا سے سخت کیسے ہے؟ فرمایا: آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے اور غیبت کرنے والے کو اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ وہ معاف نہ کردے جس کی غیبت کی ہے- (مشکوٰۃ ص: ۴۱۵/ بحوالہ بیہقی)

میں سمجھتا ہوں ایک مومن کے لیے یہی کافی ہے، ورنہ نقل کرنے کے لیے بہت سی احادیث ہیں- ان مذکورہ آیات اور احادیث پر اگر سچے دل سے غور کیا جائے تو بہ آسانی غیبت سے بچا

جاسکتا ہے-

چغلی: چغلی بھی کبیرہ گناہوں میں ہے اور اس سے بڑے بڑے فساد رونما ہوتے ہیں لہٰذا اس سے بھی اپنی زبان کو بچانا ضروری ہے-حدیث میں ہے:

لایدخل الجنة قتات (چغل خور جنت میں نہیں داخل ہوگا) (مشکوٰۃ ص:۴۱۱)

چغل خوری کی اس کے بعد کیا مذمت ہوگی اوراس سے بڑااور کیا نقصان ہوگا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا، کاش چغلی کرنے والے اس پر غور کرتے ،اوراس حرکت سے باز آتے-

○○○

یہ مضمون الاحسان , الہ آباد شمارہ نمبر 1 سے لیا گیا ہے